قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 12 اکتوبر 2021ء | 05 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 12 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:242

ارشادباری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۵﴾ۚ

(اٰل عمران:135)

ترجمہ: (یعنی) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہو جائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسایوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پہ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک راہ گیر کا کندھا رش کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ٹکرا گیا، کسی پر پاؤں پڑ گیا تو فوراً دوسرا آنکھیں سرخ کر کے کوئی نہ کوئی سخت بات اس سے کہہ دیتا ہے پھر دوسرا بھی کیونکہ اسی معاشرے کی پیداوار ہے، اس میں بھی برداشت نہیں ہے، وہ بھی اسی طرح کے الفاظ الٹا کے اس کو جواب دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ پھر بات بڑھتے بڑھتے سر پھٹول اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر بچے کھیلتے کھیلتے لڑ پڑیں تو بڑے بھی بلاوجہ بیچ میں کود پڑتے ہیں اور پھر وہ حشر ایک دوسرے کا ہو رہا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور اس معاشرے کی بے صبری اور معاف نہ کرنے کا اثر غیر محسوس طریق پر بچوں پر بھی ہوتا ہے، گزشتہ دنوں کسی کالم نویس نے ایک کالم میں لکھا تھا کہ ایک باپ نے یعنی اس کے دوست نے اپنے ہتھیار صرف اس لئے بیچ دیئے کہ محلے میں بچوں کی لڑائی میں اس کا دس گیارہ سال کا بچہ اپنے ہم عمر سے لڑائی کر رہا تھا کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔ اس کے بعد وہ بچہ گھر آیا اور اپنے باپ کا ریوالور یا کوئی ہتھیار لے کے اپنے دوسرے ہم عمر کو قتل کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس نے لکھا ہے کہ شکر ہے پستول نہیں چلا، جان بچ

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- دیں کے پھیلانے کے دن (منظوم)
- کتاب، تعلیم کی تیاری
- رزق کے بارے میں قرآنی آیات
- کیا انجیل شریعت کی کتاب ہے؟

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلة باب استحباب العفو والتواضع)

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ایک خادم ہے جو غلط کام کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے کیا میں اسے بدنی سزا دے سکتا ہوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس سے ہر روز ستر مرتبہ درگزر کر لیا کرو۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 5635، مسند عبداللہ بن عمرؓ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

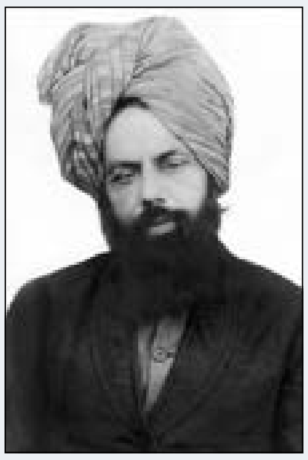

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

’’اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے ہی خدا کا بھی قانون ہے، جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں، خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود ہی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:85) بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 99-100 ایڈیشن 1988ء)

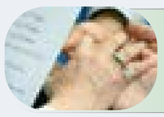

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ہمارے لئے اظہر من الشّمس ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ اتفاقاً میری ملاقات مولوی بدرالدین احمدی سے ہوئی جو شہر کے اندر ایک پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ انہوں نے مجھے اخبار الحکم پڑھنے کو دیا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار الحکم کے پہلے صفحے پر خدا تعالیٰ کی ’’تازہ وحی‘‘ اور ’’کلماتِ طیبات امام الزمان‘‘ لکھے ہوئے ہوتے تھے۔ (دو ہیڈنگ ہوتے تھے کہ تازہ وحی اور کلماتِ طیبات امام الزمان۔ پہلے صفحہ پر یہ دو عنوان ہوتے تھے۔) کہتے ہیں میں ان کو پڑھتا تھا اور میرے دل کو ایک ایسی کشش آور محبت ہوتی تھی کہ فوراً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں پہنچوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا اور باوجود اہلِ حدیث کے مولویوں کے بہکانے اور ورغلانے کے میں نے تھوڑے ہی عرصے میں قبول کرلیا۔ مولوی بدرالدین صاحب نے مجھے قادیان فوراً جانے کا مشورہ دیا اور میرے ساتھ ایک اور اہلِ حدیث مولوی بھی تیار ہو گئے۔ وہ مولوی سلطان محمود صاحب اہلِ حدیث کے شاگردِ خاص تھے۔ لکھتے ہیں کہ میری تنخواہ اُس وقت پندرہ روپے تھی اور غربت کی حالت تھی۔ میں نے رخصت لے لی۔ چونکہ ریلوے پاس کا ابھی حق نہ تھا۔ میں نے بمع دوسرے دوست کے امرتسر کا ٹکٹ لیا۔ کیونکہ ہمارے پاس قادیان کا کرایہ پورا نہ تھا۔ امرتسر پہنچ کر ہمارا ٹکٹ ختم ہو گیا اور ہم نے بٹالے والی گاڑی میں سوار ہونا تھا مگر ہمارے پاس صرف آٹھ آنے کے پیسے تھے۔ اس لئے ہم نے دو دو آنے کا ویرکے کا ٹکٹ لے لیا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ویرکہ سٹیشن پر جب گاڑی پہنچی تو ہمارا ٹکٹ ختم ہو چکا تھا مگر ہم نہ اُترے اور گاڑی روانہ ہوگئی۔ جب دوسرے سٹیشن کے درمیان گاڑی جارہی تھی کہ ریلوے کا ایک ملازم ٹکٹ پڑتال کرنے آیا اور سب مسافروں سے ٹکٹ دیکھنا شروع کیا۔ چونکہ ہمارا ٹکٹ پچھلے سٹیشن کا تھا اور ہمارے پاس رقم بھی نہ تھی۔ ہم دونوں اپنی بے عزتی ہونے کی وجہ سے بہت پریشان اور ہراساں ہوئے اور سوائے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ ہم دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم تیرے سچے مسیح کی خدمت میں جارہے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر جو تیرا پیارا ہے ہماری پردہ پوشی فرما اور ہم کو بے عزتی اور رسوائی سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا قبول فرمائی۔ جب ریلوے ملازم نے ہم سے ٹکٹ طلب کیا تو ہم نے وہی ٹکٹ جو پچھلے سٹیشن کے تھے اُس کو دے دیئے اور مجھے خوب یاد ہے کہ اُس نے وہ ٹکٹ اچھی طرح دیکھ کر ہم کو واپس دے دیئے اور ہمیں کچھ بھی نہ کہا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ یہ ہمارے لئے ایک معجزہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے اور پاک مسیح کی خاطر ہماری پردہ پوشی فرمائی اور ہم کو رسوائی سے بچالیا اور یہ واقعہ ہمارے لئے تقویتِ ایمان کا باعث ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ہمارے لئے اظہر من الشّمس ہوگئی۔ بٹالہ سے اُتر کر ہم پیدل قادیان کے لئے روانہ ہوئے اور ظہر کے وقت دارالامان پہنچے۔‘‘

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیرمطبوعہ۔ جلد 3 صفحہ 121-123)

حضرت اللہ دتہ صاحبؓ ہیڈ ماسٹر فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے مجھے ہزاروں موتوں اور آفات سے غیرمعمولی فضل سے بچایا۔ میں نے سانپوں کو پکڑا۔ سانپوں پر چڑھ گیا اور سانپ مجھ پر چڑھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر جگہ سے بال بال بچایا۔‘‘

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیرمطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 121)

... حضرت مولوی صوفی عطا محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اب ملنا میرے لئے مشکل تھا (یعنی جن حالات میں وہ تھے ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنا مشکل تھا) کیونکہ رخصت تو ملتی نہیں تھی۔ اتفاق سے اخبار میں یہ پڑھا کہ حضرت اقدس جہلم تشریف لا رہے ہیں اور مجھے تو جہلم جانے کی بھی اجازت نہ مل سکتی تھی مگر میں بہت بیقرار تھا۔ گھر والوں کو میں نے کہا کہ کل اتوار ہے اور حضرت اقدس جہلم تشریف لائے ہیں۔ آپ کسی کو بتائیں نہیں، میں جاتا ہوں۔ وقت گاڑی کا بالکل تنگ تھا اور تین میل پر سٹیشن تھا۔ رستہ پہاڑی، رات کا وقت، دن کو بھی لوگوں کو اُس طرف پر چلنا مشکل تھا۔ میں نے خدا پر توکل کیا اور چل پڑا۔ اتفاق سے کوئی بتّی تمام راستہ میرے آگے چلتی گئی۔ شاید کوئی اور آدمی بھی جارہا ہو گا۔ خدا خدا کر کے پہاڑی رستہ دوڑتے ہوئے طے کیا۔ جب سٹیشن پر پہنچا تو گاڑی بالکل تیار تھی۔ ٹکٹ لیا اور جہلم پہنچا اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہؓ۔ غیرمطبوعہ۔ جلد 11 صفحہ 209-210)

(خطبہ جمعہ 20 / اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دیں کے پھیلانے کے دن

مہدئ آخر زماں کا ہوچکا ہے اب ظہور
ہیں بہت جلد آنے والے دیں کے پھیلانے کے دن

اک جہاں مانے گا اس دن ملتِ خیر الرسلؐ
اب تو تھوڑے رہ گئے اس دیں کے جھٹلانے کے دن

چھوڑ دو سب عیش، یارو! اور فکرِ دیں کرو
آج کل ہرگز نہیں ہیں پاؤں پھیلانے کے دن

کچھ صلاحیّت جو رکھتے ہو تو حق کو مان لو
یاد رکھو دوستو! یہ پھر نہیں آنے کے دن

کبر و نخوت سے خدارا باز آؤ تم کہ اب
جلد آنے والے ہیں وہ آگ بھڑکانے کے دن

نام لکھوا کر مسلمانوں میں تُو خوش ہے عزیز!
پر میں سچ کہتا ہوں، ہیں یہ خونِ دل کھانے کے دن

جلد کر توبہ کہ پچھتانا بھی پھر ہوگا فضول
ہاتھ سے جاتے رہیں گے جبکہ پچھتانے کے دن

اک قیامت کا ساں ہوگا کہ جب آئیں گے وہ
مال کی ویرانی کے اور جان کے کھانے کے دن

گو کہ اُس دن پھیل جائے گی تباہی چار سو
جب کہ پھر آئیں گے یارو! زلزلہ آنے کے دن

پھر بھی مژدہ ہے اُنہیں جو دین کے غمخوار ہیں
کیونکہ وہ دن ہیں یقیناً دیں کے پھیلانے کے دن

یَا مَسِیۡحَ الۡخَلۡقِ عَدۡوَانَا پکار اُٹھیں گے لوگ
خود ہی منوائے گا سب سے یار منوانے کے دن

ہے دعا محمودؔ کی تجھ سے مرے پیارے خدا!
ہو محافظ تُو ہمارا خونِ دل کھانے کے دن

(کلام محمود)

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 15

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں

میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے پانے کے واسطے بڑی بڑی سخت مشکلات اور دشوار گزار گھاٹیاں ہیں۔ ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھ لیا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایمان ایک نہایت باریک اور گہرا راز ہے اور ایک ایسے یقین کا نام ہے جس سے جذبات نفسانیہ انسان سے دور ہو جاویں۔ اور ایک گناہ سوز حالت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے۔ جن کے وجود میں ایمان کا سچا نُور اور حقیقی معرفت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کی حالت ہی کچھ الگ ہو جاتی ہے اور وہ دنیا کے معمولی لوگوں کی طرح نہیں بلکہ ممتاز ہوتے ہیں۔ کوئی ایک گناہ چھوڑ کر ایسا مغرور ہو جانا اور مطمئن ہو جانا کہ بس اب ہم مومن بن گئے اور تمام مدارج ایمان ہم نے طے کر لئے۔ یہ ایک اپنا خیال ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 275، ایڈیشن 1984ء)

ایک شخص ہمارے پاس آیا تھا۔ اس نے ذکر کیا کہ ہمارے شہر میں طاعون نے سخت تباہی ڈالی ہے۔ بہت لوگ تیار ہیں کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کریں اور اصل بات یہی ہے کہ مجھے بھی طاعون ہی حضور کے پاس لائی ہے۔ اس سال طاعون کسی قدر کم ہے اس وجہ سے دل بھی سخت ہیں۔ دلیر ہیں۔ مگر کسی کو علم کیا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ پس مطمئن نہیں رہنا چاہیئے اور قبل اس کے کہ عذاب نازل ہو جاوے توبہ کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی طرف جُھکنا اور حفاظت طلب کرنی چاہیئے مگر یہ سب کچھ اسی کی توفیق سے ہو سکتا ہے۔ انسان کو بعض اوقات شیطان بڑے بڑے وسوسے پیدا کر دیتا ہے۔ میرے رشتے ناطے ٹوٹ جاوینگے میرے جاہ وعزت میں فرق آ جاوے گا یا وجوہ معاش بند ہو جاویں گے یا میرے حکام مجھ سے ناراض ہو جاویں گے۔ مگر یاد رکھو کہ ہدایت کے قبول کرنے سے یہ سب امور روکتے نہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 253، ایڈیشن 1984ء)

انسان کو جس قدر خدا تعالیٰ کے اقتدار اور سطوت کا علم ہو گا اور جس قدر یقین ہو گا کہ اس کی نافرمانی کی سخت سزا ہے اسی قدر گناہ اور نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کرے گا۔ دیکھو بعض لوگ موت سے پہلے ہی مر رہے ہیں۔ یہ اخیار، ابدال اور اقطاب کیا ہوتے ہیں؟ اور ان میں کیا چیز زائد آ جاتی ہے؟ وہ یہی یقین ہوتا ہے۔ یقینی اور قطعی علم ضرورتاً اور فطرتاً انسان کو ایک امر کے واسطے مجبور کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نسبت ظن کفایت نہیں کر سکتا۔ شبہ مفید نہیں ہو سکتا۔ اثر صرف یقین ہی میں رکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا یقینی علم ایک ہیبت ناک بجلی سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے۔ اسی کے اثر سے تو یہ لوگ سر ڈال دیتے اور گردن جھکا دیتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ جس قدر کسی کا یقین بڑھا ہوا ہو گا اسی قدر وہ گناہ سے اجتناب کرتا ہو گا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 320، ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں

انسان نفس امارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور توفیق اس کے شامل حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دعائیں کرتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفس امارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر نفس امارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مار آستین ہے۔ اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن، نفسِ امارہ اندرونی دشمن۔ اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی انسان کے متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے اور نور ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اُبَرِّیُٔ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (یوسف: 54)۔ یعنی میں اپنے نفس کو بَری نہیں ٹھہراتا اور اس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔

تزکیہ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشّمس: 10)۔ اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آ سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا (الاحزاب: 63)۔ اور اس کا قانون جو جذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں۔ نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط باتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پُر ایمان ہرگز ہرگز میسّر ہی نہیں آ سکتا جب تک انبیاء کی سچی فرماں برداری اور محبّت اختیار نہ کی جاوے گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھا دینے والا یقین بجُز اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم وگمان سے بالاتر ہوں۔ ہرگز ہرگز میسّر نہیں آ سکتا۔ دنیا اپنے کاروبار دنیوی میں جس استغراق اور انہماک سے مصروف ہوتی اور جیسی جیسی جانکاہ اور خطرناک مشکل سے مشکل کوششیں اپنی دنیا کے واسطے کرتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف بھی اسی طرح کی کوشش سے قدم اُٹھاویں اور اس وقت جو ایک آسمانی سلسلہ خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہوں تو ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ ان کے واسطے رحمت کے نشان دکھانے پر قادر ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ لوگ اس پہلو سے لاپرواہیں ورنہ دینی امور اور اعمال کیا مشکل ہیں۔ نماز میں کوئی مشکل نہیں۔ پانی موجود ہے۔ زمین سجدہ کرنے کے واسطے موجود ہے۔ اگر ضرورت ہے تو ایک فرماں بردار اور پاک دل کی جس کو محبت الٰہی کی سچی تڑپ ہو۔ دیکھو اگر ساری نمازوں کو جمع کیا جاوے اور ان کے وقت کا اندازہ کیا جاوے تو شاید ایک گھڑی بھر میں ساری پوری ہو سکیں۔ آخر پاخانہ بھی جاتے ہیں۔ اگر اتنی ہی قدر نماز کی ان لوگوں کے دلوں میں ہو تو بھی یہ نماز کو ادا کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس اسلام اس وقت بہت خطرے میں ہے اور مسلمان درحقیقت نُور ایمان سے بے نصیب ہیں۔ اگر کسی کو ایک مہلک مرض لگ جاوے تو کیسا فکر لگ جاتا ہے مگر اس روحانی جذام کی کسی کو بھی پرواہ نہیں جس کا انجام جہنّم ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 290-292، ایڈیشن 1984ء)

دیکھو انسان کی فطرت ہی ایسی ہے کہ ہمیشہ ایک حالت پر قائم نہیں رہتی۔ پس جب تک لمبے تجربہ اور استقامت سے یہ امر بپایۂ ثبوت نہ پہنچ جاوے کہ واقعی اب تم نے خدا تعالیٰ کو مقدم کر لیا ہے اور تمہاری حالت گناہ سوز مستقل ہو گئی ہے اور تم کو نفس امارہ اور لوّامہ سے نِکل کر نفس مطمئنّہ عطا کیا گیا ہے اور عملی طور سے سچی پاکیزگی تم نے حاصل کر لی ہے۔ تب تک مطمئن ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی (الاعلیٰ: 15)۔ فلاح وہ شخص پاوے گا جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کر لے اور گناہ اور معاصی کے ارتکاب کا کبھی بھی اس میں دورہ نہ ہو اور ترکِ شر اور کسب خیر کے دونو مراتب پورے طور سے یہ شخص طے کر لے تب جا کر کہیں اسے فلاح نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کوئی آسان سی بات نہیں۔ جب تک انسان مر ہی نہ جاوے تب تک کہاں ہو سکتا ہے کہ سچا ایمان حاصل ہو۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 275-276، ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں

والدہ کا حق بہت بڑا ہے اور اس کی اطاعت فرض۔ مگر پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا اس ناراضگی کی تہہ میں کوئی اور بات تو نہیں ہے جو خدا کے حکم کے بموجب والدہ کی ایسی اطاعت سے بری الذمہ کرتی ہو مثلاً اگر والدہ اس سے کسی دینی وجہ سے ناراض ہو یا نماز روزہ کی پابندی کی وجہ سے ایسا کرتی ہو تو اُس کا حکم ماننے اور اطاعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور

اگر کوئی ایسا مشروع امر ممنوع نہیں ہے جب تو وہ خود واجب الطلاق ہے۔
اصل میں بعض عورتیں محض شرارت کی وجہ سے ساس کو دُکھ دیتی ہیں۔ گالیاں دیتی ہیں۔ ستاتی ہیں۔ بات بات میں اس کو تنگ کرتی ہیں۔ والدہ کی ناراضگی بیٹے کی بیوی پر بے وجہ نہیں ہوا کرتی۔ سب سے زیادہ خواہشمند بیٹے کے گھر کی آبادی کی والدہ ہوتی ہے اور اس معاملہ میں ماں کو خاص دلچسپی ہوتی ہے۔ بڑے شوق سے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے خدا خدا کرکے بیٹے کی شادی کرتی ہے تو بھلا اس سے ایسی امید وہم میں بھی آ سکتی ہے کہ وہ بے جا طور سے اپنے بیٹے کی بہو سے لڑے جھگڑے اور خانہ بربادی چاہے۔ ایسے لڑائی جھگڑوں میں عموماً دیکھا گیا ہے کہ والدہ ہی حق بجانب ہوتی ہے۔ ایسے بیٹے کی بھی نادانی اور حماقت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ والدہ تو ناراض ہے مگر میں ناراض نہیں ہوں۔ جب اس کی والدہ ناراض ہے تو وہ کیوں ایسی بے ادبی کے الفاظ بولتا ہے کہ میں ناراض نہیں ہوں۔ یہ کوئی سوکنوں کا معاملہ تو ہے نہیں۔ والدہ اور بیوی کے معاملہ میں اگر کوئی دینی وجہ نہیں تو پھر کیوں یہ ایسی بے ادبی کرتا ہے۔ اگر کوئی وجہ اور باعث اور ہے تو فوراً اُسے دور کرنا چاہئے۔ خرچ وغیرہ کے معاملہ میں اگر والدہ ناراض ہے اور یہ بیوی کے ہاتھ میں خرچ دیتا ہے تو لازم ہے کہ ماں کے ذریعہ سے خرچ کرادے اور کل انتظام والدہ کے ہاتھ میں دے۔ والدہ کو بیوی کا محتاج اور دست نگر نہ کرے۔

بعض عورتیں اوپر سے نرم معلوم ہوتی ہیں مگر اندر ہی اندر وہ بڑی بڑی نیش زنیاں کرتی ہیں۔ پس سبب کو دُور کرنا چاہیئے اور جو وجہ ناراضگی ہے اس کو ہٹا دینا چاہیئے اور والدہ کو خوش کرنا چاہیئے۔ دیکھو شیر اور بھیڑیئے اور اَور درندے بھی تو ہلانے سے ہل جاتے ہیں اور بے ضرر ہو جاتے ہیں۔ دشمن سے بھی دوستی ہو جاتی ہے اگر صلح کی جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ والدہ کو ناراض رکھا جاوے۔

فرمایا کہ

ایک شخص کی دو بیویاں تھیں۔ بیویوں میں باہم نزاع ہو جانے پر ایک بیوی خود بخود بلا اجازت اپنے گھر میکے چلی گئی۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں طلاق دے دوں۔ میں نے سوچا کہ یہ معاملات بہت باریک ہوتے ہیں۔ سوکن کو بڑی بڑی تلخیاں اُٹھانی پڑتی ہیں اور بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض عورتیں اپنی مشکلات کی وجہ سے خودکشی کر لیتی ہیں۔ جس طرح سے دیوانہ آدمی مرفوع القلم ہوتا ہے اسی طرح سے یہ بھی ایسے معاملات کی وجہ سے مرفوع القلم اور واجب الرحم ہوتی ہیں کیونکہ سوکن کی مشکلات بھی دیوانگی کی حد تک پہنچا دیتی ہیں۔

اصل بات یہ تھی کہ وہ شخص خود بھی دوسری بیوی کی طرف ذرا زیادہ التفات کرتا تھا اور وہ بیوی بھی اس بیچاری کو کوستی اور تنگ کرتی تھی۔ آخر مجبور ہو کر اور ان کی مشکلات کی برداشت نہ کر کے چلی گئی۔ چنانچہ اس شخص نے خود اقرار کیا کہ واقعی یہی بات تھی اور اپنے ارادے سے باز آیا۔

ایسے قصوروں کو تو خود خدا تعالیٰ بھی معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (البقرہ:287) جو امر فوق الطاقت اور ناقابل برداشت ہو جاوے اس سے خدا بھی درگذر کرتا ہے۔ دیکھو حضرت ہاجرہ کا واقعہ بھی ایسا ہی ہے جو کہ مومنین کی دادی تھی پہلی مرتبہ جب وہ نکالی گئی تو فرشتہ نے اُسے آواز دی اور بڑی تسلّی دی اور اس سے اچھا سلوک کیا مگر جب دوسری مرتبہ نکالی گئی تو سوکن نے کہا کہ اس کو ایسی جگہ چھوڑو جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی۔ اس کی غرض یہی تھی کہ وہ اس طرح سے ہلاک ہو کر نیست و نابود ہو جائے گی۔ اور حضرت ابراہیم کا ایسا منشاء نہ تھا مگر خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو کہا کہ اچھا جس طرح یہ کہتی ہے اسی طرح کیا جاوے اور سارہ کی بات کو مان لے۔

اصل میں بات یہ تھی کہ خدا تعالےٰ کا منشاء قدرت نمائی کا تھا۔ توریت میں یہ قصّہ مفصّل لکھا ہے۔ بچہ جب بوجہ شدت پیاس رونے لگا تو بی بی ہاجرہ پہاڑ کی طرف پانی کی تلاش میں ادھر ادھر گھبراہٹ سے دوڑتی بھاگتی پھرتی رہی مگر جب دیکھا کہ اب یہ مرتا ہے تو بچّے کو ایک جگہ ڈال کر پہاڑ کی چوٹی پر دُعا کرنے لگ گئی کیونکہ اس کی موت کو دیکھ نہ سکتی تھی۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ ہاجرہ، ہاجرہ لڑکے کی خبر لے وہ جیتا ہے۔ آ کر دیکھا تو لڑکا جیتا تھا اور پانی کا چشمہ جاری تھا۔ اب وہی کنواں ہے جس کا پانی ساری دنیا میں پہنچتا ہے اور بڑی حفاظت اور تعظیم اور شوق سے پیا جاتا ہے۔ غرض یہ سارا معاملہ بھی سوکنوں کے باہمی حسد و ضد کی وجہ سے تھا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 192-195، ایڈیشن 1984ء)

ترتیب وکمپوزڈ: (فضل عمر شاہد۔ خاقان احمد صائم، لٹویا)

رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن (گھانا)

خطباتِ امام کوئز جامعۃ المبشرین گھانا

مؤرخہ 17 اگست بروز منگل جامعۃ المبشرین میں طلباء کے مابین کوئز خطباتِ امام منعقد کیا گیا۔ اس مقابلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پانچ خطباتِ جمعہ بطور نصاب پرنٹ کر کے چاروں علمی گروپس کو دیئے گئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزم احمد کولیبالی نے کی۔ مقابلہ کے موڈریٹر جامعہ کے استاذ مکرم رضوان کوثر صاحب تھے۔ اس مقابلہ میں امانت، شجاعت، دیانت اور صداقت گروپس میں سے تین تین طلباء پر مشتمل ٹیموں نے حصہ لیا۔ اس مقابلہ کے تین راؤنڈز ہوئے۔ ہر راؤنڈ میں ہر ٹیم سے دو دو سوال پوچھے گئے۔ اس مقابلہ میں بالترتیب یہ پوزیشنز رہیں۔ صداقت، دیانت، شجاعت اور امانت۔ اول آنے والی ٹیم صداقت کے طلباء کے نام ہیں: صادق ڈونکور، عبد التواب اور فردوس ایسمانی۔ دوم آنے والی ٹیم دیانت کے نام ہیں آدم عبد النافع، ابوبکر شریف اور آدم اسماعیل۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے مقابلہ جات کا انعقاد مبارک کرے اور ان طلباء میں خلافت سے اٹوٹ محبت عطاء فرمائے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

گئی۔ لیکن یہ ماحول اور لوگوں کے رویے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اور معاشرے کی یہ کیفیت ہے اس وقت کہ بالکل برداشت نہیں معاف کرنے کی بالکل عادت نہیں، اور یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے پاکستان کا ہے لیکن یہاں یورپ میں بھی ایسے ملتے جلتے بہت سے واقعات ہیں جن کی مثالیں ملتی ہیں۔ بعض دفعہ اخباروں میں آ جاتا ہے۔ تو جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20 فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جاوید اقبال ناصر۔ مبلغ سلسلہ جرمنی

رزق کے بارے میں قرآنی آیات

قسط نمبر 1

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمت کو قرآن کریم نے رزق کے لفظ سے محفوظ کیا ہے۔ اس کے مطالب علم، مال، خوراک، اناج، دولت، متاع، نصیب اور نعمت کے کیے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں لفظ ’’رزق‘‘ متعدد بار استعمال کیا ہے۔ رزق دینے کے معنوں میں ’’رَزَقْنٰهُمْ‘‘ اور ’’رَزَقْنٰكُمْ‘‘ کے ساتھ بھی آیا ہے۔ ’’رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا‘‘ کہہ کر پھلوں میں سے رزق کے مہیا ہونے کا ذکر ہے۔ ’’عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ‘‘ میں دودھ پلانے والی ماں کے نان نفقہ کا ذکر ہے۔ جہاں پر خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے نعماء کا ذکر کیا گیا وہاں پر ’’بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ‘‘ کہا گیا ہے۔ جنتیوں کے لیے جنت میں جو رزق ملے گا اُس کے لیے ’’رِزْقٌ كَرِيْمٌ‘‘ اور جس جگہ پر پاکیزہ رزق کا ذکر ہو وہاں پر ’’رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ‘‘ جیسے الفاظ آتے ہیں۔ ’’يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ‘‘ کہہ کر آسمان اور زمین سے رزق کے ملنے کا ذکر ہے۔ مویشی اور چوپائے کے ذریعہ رزق کے مہیا ہونے کے لیے ’’رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ‘‘ کے الفاظ آتے ہیں۔ ’’لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا‘‘ میں جنتیوں کو صبح اور شام رزق کے ملنے کا ذکر ہے۔ ’’وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ‘‘ میں بغیر حساب کے رزق کے ملنے کا وعدہ ہے۔ اس مضمون میں اُن آیات کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جہاں پر رزق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

مومنین اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(البقرہ: 4)

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ۔

(ابراہیم: 32)

تو میرے اُن بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کریں پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(الانفال: 4-3)

مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور اُس میں سے ہی جو ہم نے اُن کو عطا کیا وہ خرچ کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(الحج: 36)

ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(السجدہ: 17)

اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔

(فاطر: 30)

یقیناً وہ لوگ جو کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور اعلانیہ بھی، وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(الشوریٰ: 39)

اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے اُنہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(النحل: 76)

نیز اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک بندے کی جو کسی کی ملکیت ہو اور وہ کسی چیز پر کوئی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کی بھی جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق عطا کیا ہو اور وہ اس میں سے خفیہ طور پر بھی خرچ کرتا ہو اور علانیہ بھی۔ کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں؟ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر اُن میں سے نہیں جانتے۔

خرچ کرنے کا حکم

وَ مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا۔

(النسآء: 40)

اور اُن پر کیا مشکل تھی اگر وہ اللہ پر ایمان لے آتے اور یومِ آخر پر بھی اور خرچ کرتے اس میں سے جو اللہ نے انہیں عطا کیا۔ اور اللہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

(یٰسٓ: 48)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو رزق تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں کیا ہم انہیں کھلائیں جن کو اللہ اگر چاہتا تو خود کھلاتا؟ تم تو محض ایک کھلی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

(المنافقون: 11)

اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدّت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(البقرہ: 255)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔ اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر رزق خرچ کرنے والوں کے لیے دوہرے اجر کا وعدہ

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

(القصص: 55)

یہی وہ لوگ ہیں جو دو مرتبہ اپنا اجر دیئے جائیں گے بسبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں عطا کرتے ہیں وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

رزق میں سے خرچ کرنے والوں کے لیے آخرت میں بہترین انجام کا ذکر

وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ۔

(الرعد: 23)

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپا کر بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے گھر کا (بہترین) انجام ہے۔

آسمانی پانی سے رزق

اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

(البقرہ: 23)

جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو (تمہاری بقا کی) بنیاد بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا اور اس کے ذریعہ ہر طرح کے پھل تمہارے لئے بطور رزق نکالے۔ پس جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے شریک نہ بناؤ۔

پھل بطور رزق

وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

(البقرہ: 26)

اور خوشخبری دے دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ جب بھی وہ اُن (باغات) میں سے کوئی پھل بطور رزق دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا (رزق) لایا گیا تھا۔ اور ان کے لئے ان (باغات) میں پاک بنائے ہوئے جوڑے ہوں گے۔ اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ۔

(ابراہیم: 33)

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ذریعہ کئی پھل نکالے (جو) تمہارے لئے رزق کے طور پر (ہیں)۔ اور تمہارے لئے کشتیاں مسخر کیں تا کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں۔ اور تمہارے لئے دریاؤں کو مسخر کر دیا۔

وَ قَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(القصص: 58)

اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم تیرے ہمراہ ہدایت کی پیروی کریں گے تو ہم اپنے وطن سے نکال پھینکے جائیں گے۔ کیا ہم نے انہیں پُرامن حرم میں سکونت نہیں بخشی جس کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں (یہ) ہماری طرف سے بطور رزق (ہیں)۔ لیکن ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

طیب رزق کھانا

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

(البقرہ: 58)

اور ہم نے تم پر بادلوں کو سایہ فگن کیا اور تم پر ہم نے مَن اور سلویٰ اُتارے۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود اپنے اوپر ہی ظلم کرنے والے تھے۔

وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

(الاعراف: 161)

اور ہم نے ان کو بارہ قبیلوں یعنی قوموں میں تقسیم کر دیا اور ہم نے موسیٰ کی طرف جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا وحی کی کہ چٹان پر اپنے عصا سے ضرب لگا تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور سب لوگوں نے اپنے اپنے پینے کی جگہ معلوم کر لی اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور اُن پر مَن اور سلویٰ اتارے۔ (اور کہا کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں رزق عطا کیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور انہوں نے ظلم ہم پر نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔

(البقرہ: 61)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ چٹان پر اپنے عصا سے ضرب لگاؤ۔ تب اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور سب لوگوں نے اپنے اپنے پانی پینے کی جگہ معلوم کر لی۔ اللہ کے رزق سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فسادی بنتے ہوئے بدامنی نہ پھیلاؤ۔

رزق مہیا کرنے کی دُعا

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

(البقرہ: 127)

اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے ربّ! اس کو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر بنا دے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔ اس نے کہا کہ جو کفر کرے گا اسے بھی میں کچھ عارضی فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر میں اُسے آگ کے عذاب کی طرف جانے پر مجبور کر دوں گا اور (وہ) بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

مومنین کو طیب رزق میں سے کھانے کی تاکید

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

(البقرہ: 173)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔

(طٰہٰ: 82)

جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے طیب چیزیں کھاؤ اور اس بارہ میں حد سے تجاوز نہ کرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہو تو وہ یقیناً ہلاک ہو گیا۔

حلال اور طیب کھانے کا حکم

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔

(المآئدہ: 89)

اور اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا حلال (اور) پاکیزہ کھایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

(النحل: 115)

پس جو کچھ تمہیں اللہ نے رزق عطا کیا ہے اس میں سے حلال (اور) طیّب کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

دودھ پلانے والی ماں

وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

(البقرہ: 234)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں اس (مرد) کی خاطر جو رضاعت (کی مدت) کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔ اور جس (مرد) کا بچہ ہے اس کے ذمہ ایسی عورتوں کا نان نفقہ اور اوڑھنا بچھونا معروف کے مطابق ہے۔ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ ماں کو اس کے بچے کے تعلق میں تکلیف نہ دی جائے اور نہ ہی باپ کو اس کے بچے کے تعلق میں۔ اور وارث پر بھی ایسے ہی حکم کا اطلاق ہوگا۔ پس اگر وہ دونوں باہم رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانے کا فیصلہ کر لیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو (کسی اور سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ جو کچھ معروف کے مطابق تم نے (انہیں) دینا تھا (ان کے) سپرد کر چکے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

بغیر حساب کے رزق

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(البقرہ: 213)

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دنیا کی زندگی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ اور یہ اُن لوگوں سے تمسخر کرتے ہیں جو ایمان لائے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا وہ قیامت کے دن ان سے بالا ہوں گے۔ اور اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(المؤمن: 41)

جو بھی برائی کرے گا اسے سزا نہیں دی جائے گی مگر اُسی کے برابر۔ اور مرد اور عورت میں سے جو بھی نیکی کرے گا اور وہ مومن ہو گا پس یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔ اس میں انہیں بے حساب رزق

عطا کیا جائے گا۔

دُنیا میں بھی بغیر حساب کے رزق دینے کا تذکرہ

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(آل عمران: 28)

تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور تُو مُردہ سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مُردہ نکالتا ہے۔ اور تُو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(النور: 39)

تا کہ اللہ اُنہیں اُن کے بہترین اعمال کے مطابق جزا دے جو وہ کرتے رہے ہیں اور اپنے فضل سے اُنہیں مزید بھی دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔

(الشوریٰ: 20)

اللہ اپنے بندوں کے حق میں نرمی کا سلوک کرنے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے اور وہی بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔

(الذاریات: 58-59)

میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا، صاحبِ قوّت (اور) مضبوط صفات والا ہے۔

حضرت مریمؑ کو محراب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق کی فراہمی

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(آل عمران: 38)

پس اس کے ربّ نے اُسے ایک حسین قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا اور اس کی احسن رنگ میں نشوونما کی اور زکریا کو اس کا کفیل ٹھہرایا۔ جب کبھی بھی زکریا اس کے پاس محراب میں داخل ہوا تو اس نے اس کے پاس کوئی رزق پایا۔ اس نے کہا اے مریم! تیرے پاس یہ کہاں سے آتا ہے؟ اس نے (جواباً) کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یقیناً اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو ربّ کی طرف سے رزق کے ملنے کا وعدہ

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

(آل عمران: 170)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں (اور) انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔

بےعقلوں کو اپنے مال میں سے رزق دینے کا حکم

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

(النسآء: 6)

اور بے عقلوں کے سپرد اپنے وہ اموال نہ کیا کرو جن کو اللہ نے تمہارے لئے (اقتصادی) قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور انہیں ان (اموال) میں سے کھلاؤ اور انہیں پہناؤ۔ اور ان سے اچھی بات کہا کرو۔

ترکہ کی تقسیم کے وقت یتیم اور مسکین کو بھی ترکہ کے مال میں سے رزق دینے کا ذکر

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

(النسآء: 9)

اور جب (ترکہ کی) تقسیم پر (ایسے) اقرباء (جن کو قواعد کے مطابق حصہ نہیں پہنچتا) اور یتیم اور مسکین بھی آجائیں تو کچھ اس میں سے ان کو بھی دو۔ اور ان سے اچھی بات کہا کرو۔

حضرت عیسیٰؑ کا اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کے اوّلین و آخرین کے لیے رزق کی دُعا

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

(المآئدہ: 115)

عیسیٰ ابنِ مریم نے کہا اے اللہ ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے (نعمتوں کا) دسترخوان اُتار جو ہمارے اوّلین اور ہمارے آخرین کے لئے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک عظیم نشان کے طور پر ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تُو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

بیوقوفوں کا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو حرام قرار دینے کا تذکرہ

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۔

(الانعام: 141)

یقیناً بہت نقصان اٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے بیوقوفی سے بغیر کسی علم کے اپنی اولاد کو قتل کر دیا اور انہوں نے اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہوئے اس کو حرام قرار دے دیا جو اللہ نے ان کو رزق عطا کیا تھا۔ یقیناً یہ لوگ گمراہ ہوئے اور ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے کھانے کا ذکر

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔

(الانعام: 143)

اور چوپایوں میں سے لادُو اور سواری والے (پیدا کئے)۔ اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں رزق عطا کیا ہے اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

(الملک: 16)

وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے ماتحت کر دیا پس اس کے راستوں پر چلو اور اس (یعنی اللہ) کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھایا جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا انسانوں اور اُن کی اولادوں کو رزق دینے کا وعدہ

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

(الانعام: 152)

تو کہہ دے آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے ربّ نے تم پر حرام کر دیا ہے (یعنی) یہ کہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور (لازم کر دیا ہے کہ) والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ اور رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ اور تم بے حیائیوں کے جو اُن میں ظاہر ہوں اور جو اندر چھپی ہوئی ہوں (دونوں کے) قریب نہ پھٹکو۔ اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ یہی ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو۔

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔

(بنی اسرائیل: 32)

اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

طیب رزق اِس دُنیا اور آخرت میں ایمان والوں کے لیے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔

(الاعراف: 33)

تو پوچھ کہ اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔ اور رزق میں سے پاکیزہ چیزیں بھی۔ تُو کہہ دے کہ یہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ان کے لئے ہیں جو ایمان لائے (اور) قیامت کے دن تو خالصۃً (بلاشرکتِ غیرے صرف انہی کے لئے ہوں گی)۔ اسی طرح ہم نشانات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

(باقی آئندہ ان شاءاللہ)

انصر رضا۔ واقفِ زندگی، کینیڈا

کیا انجیل شریعت کی کتاب ہے؟

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے۔ اگر مرزا صاحبؑ ان کے مثیل ہونے کے مدعی ہیں تو پھر انہیں بھی صاحب شریعت نبی ہونا چاہئے اور قرآن کو، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ، منسوخ کر کے اپنی شریعت پیش اور جاری کرنی چاہئے۔ یہ استدلال اور اس کی بنیاد قرآن اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ان کے ہاں شریعت کی تین کتابیں، تورات، زبور، اور انجیل نہیں، جیسا کہ غلط طور پر لوگوں میں مشہور ہے، بلکہ ایک ہی کتاب یعنی تورات ہے۔

وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیۡسَتِ الۡیَہُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ ۙ وَّ ہُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِہِمۡ ۚ فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾

(البقرہ: 114)

اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ (کی بنا) کسی چیز پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود (کی بنا) کسی چیز پر نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جو کچھ علم نہیں رکھتے ان کے قول کے مشابہ بات کی۔ پس اللہ قیامت کے روز اُن کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہود و نصاریٰ کو اکٹھا مخاطب فرماتے ہوئے ہمیشہ انہیں ''اہل کتاب'' کہتا ہے۔ اگر ان کے ہاں تین کتابیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اہل کتاب کی بجائے اہل الکتب کہہ کر مخاطب فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے مزید صراحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن سے پہلے ایک ہی کتاب تھی اور وہ تھی موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یعنی تورات:

اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ وَ یَتۡلُوۡہُ شَاہِدٌ مِّنۡہُ وَ مِنۡ قَبۡلِہٖ کِتٰبُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا وَّ رَحۡمَۃً ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُہٗ ۚ فَلَا تَکُ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡہُ ۟ اِنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸﴾

(ھود: 18)

پس کیا وہ جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے (وہ جھوٹا ہوسکتا ہے؟) یہی (اس موعود رسول کے مخاطبین بالآخر) اسے مان لیں گے۔ پس جو بھی احزاب میں سے اس کا انکار کرے گا تو آگ اس کا موعود ٹھکانا ہوگی۔ پس اس بارہ میں تُو کسی شک میں نہ رہ۔ یقیناً یہی تیرے ربّ کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اور تورات کے بعد ایک ہی کتاب ہے یعنی قرآن۔

قَالُوۡا یٰقَوۡمَنَاۤ اِنَّا سَمِعۡنَا کِتٰبًا اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ یَہۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیۡقٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۳۱﴾

(الاحقاف: 31)

انہوں نے کہا اے ہماری قوم! یقیناً ہم نے ایک ایسی کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی۔ وہ اس کی تصدیق کر رہی تھی جو اس کے سامنے تھا۔ وہ حق کی طرف اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے رہی تھی۔

دونوں اطراف یعنی پہلے اور بعد کی بات وضاحت سے پیش فرما کر اللہ نے بتادیا کہ یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ آسمان سے چار کتابیں نازل ہوئیں: تورات، زبور، انجیل، اور قرآن یہ بات غلط ہے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ وضاحت و صراحت سے آپ کی کتب میں موجود ہے اور یہاں بھی پیش کیا جاچکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت یعنی تورات کے تابع اور اس کے خادم نبی تھے اور اسی کو زندہ کرنے آئے تھے:

''اور صوفیوں نے اس طرح آخر الزمان کے مہدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اُسی طرز اور طریق سے آئے گا جیسے عیسیٰ شریعت موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔''

(ازالہٴ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 414)

''مسیح ابن مریم تلوار یا نیزہ کے ساتھ نہیں بھیجا گیا تھا اور نہ اس کو جہاد کا حکم تھا بلکہ صرف حجت اور بیان کی تلوار اس کو دی گئی تھی تا یہودیوں کی اندرونی حالت درست کرے اور توریت کے احکام پر دوبارہ ان کو قائم کر دے۔''

(ازالہٴ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 448)

''میں کہتا ہوں کہ کیا حضرت موسیٰؑ مسیحؑ سے بڑھ کر نہیں جن کے لئے بطور تابع اور مقتدی کے حضرت مسیح آئے اور ان کی شریعت کے تابع کہلائے۔''

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 251)

''عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں''

(نور الحق الحصّۃ الاولیٰ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68)

''یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ حضرت موسیٰ کی وفات پر چودھویں صدی گزر رہی تھی اور اسرائیلی شریعت کے زندہ کرنے کے لئے مسیح چودھویں صدی کا مجدد تھا۔''

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 29)

''اور عوام جو باریک باتوں کو سمجھ نہیں سکتے ان کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو رسول ظاہر کر کے ان کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک شریعت موسویہ۔ دوسری شریعت محمدیہ۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 192)

''اب سوچ کر دیکھ لو کہ ان تینوں کاموں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ذرّہ بھی مناسبت نہیں۔ نہ وہ پیدا ہو کر یہودیوں کے دشمنوں کو ہلاک کر سکے اور نہ وہ ان کے لئے کوئی نئی شریعت لائے اور نہ انہوں نے بنی اسرائیل یا ان کے بھائیوں کو بادشاہت بخشی۔ انجیل کیا تھی وہ صرف توریت کے چند احکام کا خلاصہ ہے جس سے پہلے یہود بے خبر نہیں تھے گو اس پر کاربند نہ تھے۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 300)

ابن خلدون کا بھی یہی خیال ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو شریعت محمدیہ سے وہی نسبت ہوگی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت موسویہ سے تھی۔ یعنی دونوں غیر تشریعی نبی ہیں اور اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کے احیاء کے ذمہ دار ہیں۔

'' قال ابن أبی واطیل: وما ورد من قوله ''لا مهدی إلا عیسی''فمعناه: لا مهدی تساوی هدایته ولایته۔۔۔قلت: و علیه حمل بعض المتصوفة حدیث لا مهدی إلا عیسی أی لا یکون مهدی إلا المهدی الذی نسبته إلی الشریعة المحمدیة نسبة عیسی إلی الشریعة الموسویة فی الاتباع و عدم النسخ ''

(تاریخ ابن خلدون۔ الفصل الثانی و الخمسون)

ابن ابی واطیل کہتے ہیں کہ اس قول کہ عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں کا یہ معنی ہے کہ کوئی مہدی ان کے ساتھ ہدایت و ولایت میں برابر نہیں ہوسکتا۔ میں (ابن خلدون) کہتا ہوں کہ بعض صوفیاء نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ کوئی مہدی نہیں سوائے اس مہدی کے جسے شریعت محمدیہ سے اس کی پیروی کرنے اور منسوخ نہ کرنے میں وہی نسبت ہوگی جو عیسیٰ کو شریعت موسویہ سے تھی

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْكَ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَإِنِّیْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَآءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اتِّقَآءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّآ أَنْتَ۔

(سنن ابن ماجہ، کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ الْمَشْیِ إِلَی الصَّلَاةِ حدیث: 778)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، مانگنے والوں کے تجھ پر حق کی وجہ سے اور میں (نماز کے لئے) اپنے اس چلنے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں نہ فخر کرتے ہوئے نکلا ہوں، نہ اتراتے ہوئے، نہ ریاکاری کے لئے، نہ شہرت کے لئے، میں تو تیری ناراضی سے بچنے کے لئے، اور تیری رضا کے حصول کے لئے نکلا ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے جہنم سے پناہ دے دے، اور میرے گناہ معاف فرمادے، تیرے سوا گناہوں کو یقیناً کوئی نہیں بخش سکتا۔''

یہ سید و مولیٰ، خاتم النبیین، پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی گھر سے نماز کے لئے نکلتے وقت کی دعا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز کے لئے گھر سے نکلا اور یہ دعا پڑھی (مندرجہ بالا دعا) اللہ تعالیٰ اپنے چہرۂ مبارک سے اس کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ڈاکٹر محمد ظفر وقار کاہلوں۔ امریکہ

اطاعت کا مقام و مرتبہ اور شیریں ثمرات

آنحضور ﷺ کی بابرکت حیاتِ مبارکہ اور خلفائے راشدین کے دور میں مسلمانوں نے اپنے خالق و مالک مولا کریم کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے اُسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں بے مثال اور حیرت انگیز دینی اور دُنیوی ترقیات حاصل کیں وہ ایک اشارہ پہ اپنا سب کُچھ فدا کرنے پر تیار ہوتے تھے اور اُنہوں نے اطاعت میں مسابقت کی انمٹ تاریخیں رقم کیں۔ وقت گذرنے کے ساتھ اطاعت کا معیار کمزور پڑتا گیا اور اسلام بتدریج انتہائی کمزوری کی حالت کو پہنچ گیا۔تب چودھویں صدی میں رسولِ کریم ﷺ کی پیش گوئیاں جو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کی گئی تھیں پوری ہوئیں اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کیلئے امامِ مہدی علیہ السلام دُنیا میں تشریف لائے جن کا مشن انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے جوئے کے نیچے لانا تھا۔انہی پیش گوئیوں کے مطابق لوگوں کی ایک بڑی اکثریت نے مخالفت میں بھرپور زور مارا اور لوگوں کو امام مہدی علیہ السلام سے دور رکھنے کی کوششوں میں سر دھڑ کی بازی لگادی عین اُسی طرح جسطرح آنحضور ﷺ کے دور میں مخالفینِ اسلام نے کیا۔اِن مخالفین نے پہلے مخالفین کی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بجائے ابلیس کی خصلت اپنائی اور دوسروں کو اپنا ہمنوا بنانے اور ابلیس کے ٹولے میں شامل کرنے کی کوششیں کیں اور مخالفین آج بھی انہی مذموم کوششوں میں اپنی جانیں ہلکان کر رہے ہیں، جبکہ نیک فطرت اور سعید روحیں مہدئ موعودؑ کی جماعت میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرتی جارہی ہیں۔

محبوب ومقبولِ الٰہی بننے کا گُر

اطاعت گزاروں کے اس خوش نصیب گروہ میں جس کا اطاعت کا معیار جتنا بلند ہو گا اُسی نسبت سے وہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب اور مقبول بنتا جائے گا۔اس مقدس قافلہ میں آغاز سے ہی اطاعت کے ایسے بیمثال نمونے ملتے ہیں کہ انسان ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب جن کو سیدنا مہدئ موعودؑ کے اوّلین جانشین ہونے کا اعزاز ملا اُنکی زندگی اس پہلو سے ایک درخشاں مثال ہے، اُن کو قرآن کریم کے حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اور احادیث کا گہرا اور عمیق ادراک حاصل تھا، پھر دُنیاوی طور پر علم وطب میں لاثانی مقام رکھتے تھے، اُن کے قول وفعل سے قرونِ اولیٰ کے اوّلین صحابہ کی حقیقی جھلک نمایاں تھی، تھوڑے الفاظ میں صوفیانہ رنگ میں علم وحکمت کے خزانے تقسیم کیا کرتے تھے، اُن کے نزدیک قرآن وحدیث کا لب لباب اور خلاصہ اطاعت کے ضمن میں:

’’چاہیئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کیساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کیساتھ اور پھر دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں‘‘

(خطباتِ نور صفحہ 131)

اطاعت کی اصل روح اور تقاضے

اِس زمانہ کے حَکم اور عدل سیدنا مسیح موعود علیہ السلام جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ اور اُسکے پیارے رسول ﷺ کی اطاعت ہے اور آج سب دینی و دُنیاوی برکات اُنکی اطاعت سے وابستہ ہیں اطاعت کے ضمن آپ علیہ السلام میں فرماتے ہیں:

’’کیا اطاعت ایک سہل امر ہے؟ جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں جس میں کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو بند کرلو اور دوسرا کُھلا رکھو‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74)

’’اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں یہ بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے‘‘

(الحکم جلد 6 نمبر 39 صفحہ 10۔ 13 اکتوبر 1902)

خدا کے پیارے مسیح کی پیاری جماعت میں شامل ہونے کا یہ اوّلین تقاضا ہے کہ ہم اپنے اندر اطاعت کی وہ روح اور شان پیدا کریں جو اِس مقدس مسیحِ پاکؑ نے بیان کی ہے۔ اِس خوش قسمت جماعت میں مسیحِ موعودؑ کے جانشین خلفائے احمدیت کی اطاعت عین اُسی طرح واجب ہے جس طرح خود سیدنا مسیحِ موعودؑ کی اطاعت۔ایٹم کا مرکز نیوکلیس ہوتا ہے جس کے گرد الیکٹران گردش کر رہے ہوتے ہیں اِسی طرح دینی نظام میں خلیفہ وقت کی مرکزی حیثیت ہے اور ہم سب کو اس مرکزی ذات کے ساتھ اپنا ذاتی کامل اطاعت کا تعلق قائم کرنا چاہیئے اور اُن کے ہر ارشاد کو جان و دل سے سُننا اور اُسپر عمل کرنا چاہیئے۔ مسیحِ پاک کی اس جماعت کا ہر عہدہ دار خلیفۂ وقت کا نمائندہ ہوتا ہے جسکی کی اطاعت خلیف وقت کی اطاعت ہے۔

عہدیداران جماعت کی اطاعت، خلیفہ وقت اور اللہ کی اطاعت

نظامِ جماعت میں خلیفہ وقت کی حیثیت مرکزی کی ہے۔جماعت بفضلِ تعالیٰ دُنیا کے تمام خطوں میں دن بدن وسعت حاصل کرتی جارہی ہے اب ہر فردِ جماعت کا ہمہ وقت کا قریبی براہِ راست تعلق خلیفہ وقت سے ممکن نہیں ہے نظامِ جماعت میں عہدہ داروں کا نظام اس کمی کا کسی حدتک ازالہ کرتا ہے اس طور عہدہ داروں کی اطاعت دراصل خلیفہ وقت کی اطاعت ہے جو دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اس طور عہدہ داروں کی اطاعت اور اُن کے احترام میں سُستی معمولی چیز نہیں لہٰذا اس پہلو سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والی بات ہو گی کیونکہ عہدہ داران براہِ راست خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔عہدہ دار باقی سب لوگوں کی طرح عام انسان ہیں اور جسطرح باقی لوگوں سے بعض غلطیاں ہو جاتی ہیں اِسی طرح عہدہ داروں سے بھی ہوسکتی ہیں اگر کوئی شخص یہ سمجھنا شروع کر دے کہ عہدہ دار کمزوریوں اور غلطیوں سے مبرا ہونے چاہئیں تو وہ غلطی کا شکار ہے۔ عہدہ داروں سے بھی دیگر افرادِ جماعت کی طرح بحیثیت انسان کمزوریاں اور لغزشیں ہوسکتی ہیں۔اب بعض لوگ کسی وجہ سے ایک عہدہ دار کو پسند نہ کرتے ہوں تو عہدہ دار کی معمولی سی غلطی اُن کو بہت بڑی نظر آتی ہے جبکہ اچھائی کی خاصی بڑی بات بھی اُن کو نظر نہیں آتی، ایسے لوگوں کو اطاعت کی اہمیت اور فرضیت کا درست ادراک نہیں ہوتا۔حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے مؤثر فصیح وبلیغ انداز میں ہمیں وعظ فرمایا جس سے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور دل ڈر گئے۔ حاظرین میں سے ایک نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے آپ کی نصیحت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہو۔

(ترمذی کتاب العلم، باب الاخذ بالسنۃ)

جماعتی مفاد اور جماعتی وقار کا تحفظ اور تکبر کی بیخ کنی

جماعتی اُمور میں تمام افرادِ جماعت بشمول عہدہ دارانِ جماعت کے سب کو ذاتیات اور انفرادی پسند ناپسند سے بالاتر ہو کر وسیع تر اجتماعی مفاد کو پیشِ نظر رکھ کر سوچنا چاہیئے۔نظامِ جماعت کی اطاعت دراصل اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کی ذیل میں آتا ہے لہٰذا عہدہ داروں کی اطاعت کے سلسلہ میں سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی کا سنہری مومنانہ اصول (البقرہ۔286) اپنانا چاہیئے۔اطاعت میں کمزوری یا عدم اطاعت کے اسباب پہ غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ایک اہم وجہ تکبر ہے جو ایک شیطانی خصلت ہے۔ (البقرہ۔35)۔تکبر اپنی ذات کی بڑائی کے زعم میں مبتلا ہونے کے علاوہ جس کی اطاعت کرنی ہو اُس کے متعلق منفی خیالات کی وجہ سے بھی جنم لیتی ہے ایسے خیالات علم، مال و دولت، ذات پات، شہریت (نیشنیلٹی) وغیرہ کی فضولیات کے ذہن میں ہونے کیوجہ سے جنم لے سکتے ہیں۔ اسلام ایسی سب لغویات کی بیخ کنی کرتا ہے اور سرِ تسلیم خم کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔

اختلاف رائے کی عزت و احترام اور اطاعت کے دائرے

بعض لوگ فطرتاً اطاعت کے پیکر، مؤدب اور ادنیٰ اشارہ پہ سرِ تسلیم خم کرنے والے ہوتے ہیں اور عموماً اپنی کوئی رائے ہی نہیں رکھتے اور دوسروں پہ انحصار کرنے اور دوسروں کی اطاعت کرنے کی پالیسی پہ گامزن رہتے ہیں جبکہ بعض فطرتاً آزاد منش ہوتے ہیں اور اپنی عادت کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں وہ نقصان اور تکلیف بخوشی برداشت کرلیں گے مگر اپنے خود ساختہ اُصولوں کے خلاف کسی کی اطاعت پہ تیار نہیں ہوں گے۔ یہ دو انتہائیں ہیں اور اسلام ان کے بین بین رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب کہیں عہدہ داروں سے اختلاف ہو تو مناسب ذرائع اور پراپر چینل سے اور احسن طریق پر اس اختلاف کا اظہار صرف متعلقہ افراد سے کیا جانا چاہیئے اور خواہ مخواہ غیر متعلق لوگوں سے ایسی باتوں کا ذکر قطعاً نہیں ہونا چاہیئے۔عہدہ داران کا بھی فرض ہے کہ وہ طبائع میں موجود اختلاف کے باوجود ہر ایک سے یکساں طور پہ اطاعت کی توقع نہ رکھا کریں بلکہ پیار وحکمت اور حوصلہ افزائی سے معاملات کو حل کرنے کی کوشش کیا کریں۔

اطاعت کے معیار کا مطاع ہستی کی محبت میں محو ہونے سے تعلق

اسلام کی نشاۃِ اولیٰ کے دور میں رسولِ کریم ﷺ کے صحابہ کیطرف سے اطاعت کے ضمن میں آنکھ کے اشارہ پہ جان و دل نچھاور کرنے کی تاریخ رقم ہوئی اور پھر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے دور میں مسیحِ پاکؑ کے صحابہ نے بھی اُسی طرح کے لازوال نمونے چھوڑے ہیں، اُن اطاعت کرنیوالوں نے بلا کسی تحریک وتلقین کے اطاعت کے یہ بے مثال نمونے دکھائے اور اُن کی اطاعت کا اصل محرک بے پناہ محبت کا وہ ناقابلِ بیان جوش وجذبہ تھا جو اُن کے مطاع کی شخصیت اور کردار کی وجہ سے اُن کے دل و دماغ میں موجزن تھا وہ جس ہستی کی اطاعت میں کھوئے گئے اور آنے والی نسلوں کیلئے نمونے یادگار چھوڑے اُس ہستی کو اُن سے اس قدر ہمدردی اور محبت تھی کہ کسی دُنیوی پیمانہ سے اُس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے وہ ہستی اُن سے حقیقی اولاد سے بڑھ کر پیار کرتی اور روزمرّہ مسائل میں اُن کیلئے سب سے اوّلین اور سب سے

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بھر پور مدد اور راہنمائی کا منبع ہستی تھی وہ اُن کی پریشانیوں پہ خود اُن سے زیادہ پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہونے والی ہستی تھی۔ اس بے مثال محبت اور رحمت کے سلوک کے نتیجہ میں وہ لوگ اپنی مطاع اور محبوب ہستی کی محبت میں اس قدر کھوئے گئے کہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں اور دیگر عزیزوں کی محبتوں پر اُن کی محبت غالب آ گئی اور اس لازوال محبت وعشق کے جذبہ کے تحت وہ اطاعت کے انمٹ نقوش رقم کر گئے۔ جماعتِ احمدیہ میں خلیفہ وقت کی ذات تمام افرادِ جماعت کیلئے مخلصانہ محبت وعشق اور بے لوث ہمدردی و غمگساری کا مرکز ومنبع ہے، افرادِ جماعت کے مسائل پریشانیاں خلیفہ وقت تک خطوط کی شکل میں پہنچتی ہیں تو خدا کا خلیفہ بارگاہِ ایزدی میں مجسم دعا بن کر اُن کیلئے بے چین و بے قرار ہو جاتا اور بے قرار دل کے ساتھ دعا کرتا ہے اور پیارے آقا کے جوابی خطوط سے بے قرار دکھی دلوں کو راحت وفرحت میسر آتی ہے اور وہ مسابقت کی روح وجذبہ کے ساتھ اطاعت میں محو ہو کر خلیفہ وقت کے بہترین سلطانِ نصیر بننے کی کوشش میں جُتے رہتے ہیں،

اولاد کی تربیت میں اطاعت نظامِ جماعت کا کلیدی کردار

موجودہ دور میں جب ہمارے ارد گرد الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے علاوہ بچوں کے تعلیمی اداروں کا ماحول بھی بُری طرح سے زہر آلود ہے اور ناقابلِ بیان حد تک خطرناک ہو چکا ہے تو ایسے میں بچوں کو ماحول کی آلودگی کے گندے اثرات سے بچانا اور اُن کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ صالح اور متقی انسان بن جائیں والدین کیلئے بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ ایسے میں کہیں کوئی اُمید اور روشنی کی کرن نظر آتی ہے تو وہ صرف پیارے مسیحِ موعودؑ کی پیاری جماعت کا نظامِ ہے۔ اگر بچے اس نظام سے بھرپور استفادہ کر رہے ہوں اور ہر جماعتی پروگرام میں باقاعدہ شرکت کرتے ہوں تو وہ ماحول کے ضرر رساں اثرات سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ وقت کی محبت اور خلیفہ وقت سے بچوں کا ذاتی تعلق بچوں کو ماحول کی زہرناک آلودگیوں سے بچانے کا تیر بحدف کارگر نسخہ ہے۔

ایک خطرناک اور سنگین غلطی

دیکھا گیا ہے کہ بعض افراد جماعت اور اُن کے بچے ماحول کی آلودگیوں سے پوری طرح محفوظ نہیں ہیں اور خصوصاً اُن کے بچے ماحول سے دن بدن متاثر ہو کر نظامِ جماعت سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔ اس افسوسناک صورتِ حال پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ایسے لوگ خود اور پھر خصوصاً اُن کے بچے نظامِ جماعت کی اطاعت و فرمانبرداری میں سُست اور لاپرواہ ہیں۔ اس ضمن میں اہم بات بچوں کیلئے اپنے عمل سے نظامِ جماعت اور عہدہ دارانِ جماعت کی اطاعت اور محبت کا نمونہ پیش کرنا ہے۔ ایک اور انتہائی اہم بات جو اگلی نسل کیلئے ایک زہر قاتل ہے جو اُنکو اطاعت گذار بننے سے نہ صرف روکتی ہے بلکہ عہدہ دارانِ جماعت کے خلاف باغیانہ اور نفرت آمیز روش پیدا کرتی ہے وہ گھر میں بچوں کی موجودگی میں عہدہ دارانِ جماعت کے خلاف باتیں کرنا ہے یہ ایک انتہائی گھناؤنے جرم کا ارتکاب ہے اور بچوں کو نظامِ جماعت سے کاٹ کر دور کرنے اور ہلاک کرنے کے مترادف ہے بچوں کے معصوم ذہن اس گندی حرکت کی وجہ سے عہدہ داران جماعت کے خلاف نفرت سے بھر جاتے ہیں اور بچے ایسی صورتوں میں ضائع ہو جاتے ہیں لہٰذا اس خطرناک غلیظ اور گھٹیا حرکت سے ہر فردِ جماعت کو مکمل طور پہ اجتناب برتنا چاہیئے۔

اطاعت نظامِ جماعت بڑھانے کے بعض طریق

عہدہ داران جماعت کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ احبابِ جماعت کے اوّلین مونس وغمگسار اور ہمہ تن ہر پہلو سے اُن کی فلاح و بہبود کے متلاشی بنے کی کوشش کرتے رہیں، اُنہیں خدمت دین کا جو موقع مل رہا ہو اُسے غنیمت جاننا چاہیئے۔ روزمرہ کے بظاہر معمولی کاموں میں اگر افرادِ جماعت کی مدد کی جائے تو وہ جذبہ احسان کے تحت اطاعت میں کمال دکھاتے ہیں۔ مثلاً ملازمت کے حصول میں مدد اور راہنمائی، ڈرائیونگ لائینس یا کسی اور دستاویزے حصول میں مدد، بوقتِ ضرورت کہیں آنے جانے میں سواری فراہم کر دینا، یا ممکنہ وقتی مالی مدد وغیرہ۔ الغرض ہر کسی کی پہنچ میں ہو نا یعنی ہر چھوٹی بڑی بات پوری توجہ سے سننا اور دلی ہمدردی اور خلوص سے ایک خادمانہ طرزِ عمل پیش کرنا۔ رسولِ کریم ﷺ کی تمام زندگی ایسے واقعات سے عبارت ہے آپ ہر کسی کی بات کمال پیار سے سنا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض دفعہ کوئی فاتر العقل لوگ آپ کو بازو سے پکڑ کر لے جاتا اور جب اُس کا دل بھرتا اور وہ چھوڑتا تو آپ اُس سے رخصت ہوتے۔ ہمارے اس زمانہ میں سیدنا مہدیٔ موعودؑ نے اِسی طرح کے بے شمار حسین نمونے ہمارے سامنے پیش کیا ہیں۔ آپ اس تعلق میں فرماتے ہیں:

’’مرا مطلوب ومقصود وتمنا خدمتِ خلق است: ہمیں کارم ہمیں بارم، ہمیں رسمم، ہمیں راہم‘‘

(درثمین فارسی)

کہ خدمت، خلق ہی میرا کام، میری ذمہ داری، میری رسم، میری راہ ہے۔ الغرض عہدہ دار حضرات افرادِ جماعت کے مسائل اور تکالیف کا درد اپنے ذاتی مسائل وتکالیف جیسا محسوس کیا کریں تو عہدہ داروں کو بفضلِ تعالیٰ افرادِ جماعت کیطرف سے اطاعت کے قابلِ رشک اور بے مثال نمونے ملیں گے۔

مثالی عہدہ دار وہ ہوتے ہیں جو افرادِ جماعت سے ایک ذاتی نوعیت کا بے تکلّفانہ محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کی افراد جماعت کی طبائع کے امتزاج پہ نظر ہوتی ہے اور ہر فردِ جماعت کے ذاتی حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ وہ افرادِ جماعت کی جماعتی قربانیوں کی قدر مقدار کی بجائے معیار کی بنا پہ کرتے ہیں۔ اگر کبھی کسی فردِ جماعت سے کسی کام میں لغزش یا سُستی ہو جائے تو وہ پیار وحکمت کیساتھ سمجھاتے ہیں اور ہر ممکن چشم پوشی سے کام لیتے ہیں کیونکہ عدم اطاعت کی تشہیر مزید لوگوں کو عدم اطاعت کی طرف مائل کر سکتی ہے۔ وہ ہر اہم معاملہ میں کسی حتمی نتیجہ پہ پہنچنے اور فیصلہ کرنے سے قبل احبابِ جماعت سے لازماً مشورہ کر لیا کرتے ہیں۔ بظاہر مشورہ دینے اور اطاعت کرنے کا جوڑ نظر نہیں آتا کیونکہ اطاعت کرنیوالا مشورہ نہیں دیا کرتا لیکن دراصل حقیقی اطاعت جو طبعی جذبہ فدایت کے تحت ہوتی ہے اُس کا معیار بلند کرنے کیلئے مشورہ لیا جانا ضروری ہے قبل اس کے کہ دوسری طرف سے شکوہ پیدا ہو کہ اُن سے مشورہ نہیں کیا گیا اور اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مشورہ لینے کو عمومی طرزِ عمل کے طور پہ اپنایا جائے اور ہر صائب مشورہ کو تشکر کے جذبات کیساتھ قبول کیا جائے قطع نظر اسکے کہ وہ مشورہ عہدہ دار کی ذاتی رائے اور پسند کے برعکس ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(ترمذی کتاب الجہاد، باب ما جاء فی المشورۃ)

حرفِ آخر

نظامِ جماعت کی اطاعت و فرمانبرداری کا مفہوم یہ ہے کہ عہدہ دارانِ جماعت کی راہنمائی میں تمام جملہ جماعتی اُمور سرانجام دئے جائیں اور ہر جہت سے ہر ممکن اطاعت کی جائے کیونکہ نظامِ جماعت عہدہ دارانِ جماعت کی ہدایات ہی کا نام ہے۔ تمام افرادِ جماعت کو اخلاص اور قومی درد کے جذبہ کیساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جماعتی خدمات بجالانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے، خلیفہ وقت سے خطوط، بالمشافہ ملاقاتوں، خطباتِ جمعہ اور ایم ٹی اے کے دیگر پروگرام باقاعدہ سُننے کے ذریعہ مضبوط تعلق نظام جماعت کا حقیقی اطاعت گزار بننے اور بامراد ہونے کا موثر ترین اور بہترین ذریعہ ہے، مولا کریم و قادر سب عہدہ دارانِ جماعت اور احبابِ جماعت کو نظام جماعت کی اطاعت کی اصل روح کو سمجھ کر عاجزی انکساری کیساتھ جماعت کے کامل اطاعت گذار بن کر مقبول خدماتِ دینیہ بجالاتے رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دین فطرت

حکمت اور عقل کے ساتھ ماضی کے اوراق سے سبق حاصل کرنا اور نئے زمانے کی اچھی باتوں کو اپناتے ہوئے پرانی بدرسوم اور عادات سے چھٹکارا پانا زندگی میں بہتر تبدیلی لانے کا باعث ہوتا ہے۔ روشن خیالی اور روشن ضمیری اسلام کے تقاضوں کے عین مطابق دینِ فطرت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ، حکمت کی بات مومن کا گمشدہ خزانہ ہے جہاں سے بھی ملے اسے لے لے۔

(صحیح بخاری)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

12 اکتوبر2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	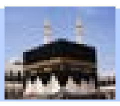	04:59	17:59
مدینہ منورہ	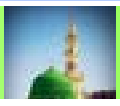	05:00	17:58
قادیان	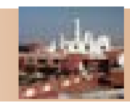	05:08	18:00
ربوہ	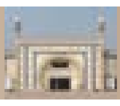	04:48	17:40
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:52	18:16